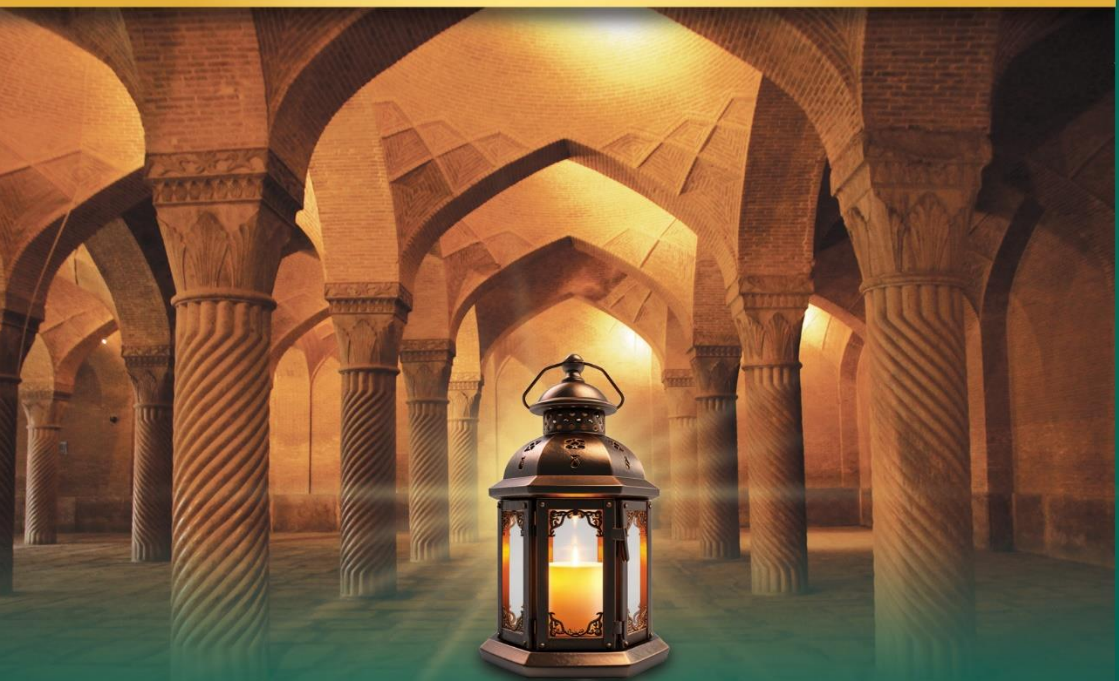
حضرتِ سَیِّدُنا حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ”جس مجلس میں تین باتیں ہوتی ہیں وہاں سے رحمت پھیر لی جاتی ہے: (1) دنیا کا ذکر (2) (بے جا) ہنسی مذاق (3) لوگوں کی عزت دری کرنا۔“
(آنسوؤں کا دریا، صفحہ 247، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفرلہ اللہ لہ مایجری منہ و مامضی

حضرت حاتم اصم کے واقعات

کاوش:

سید کامران عطاری مدنی عفی عنہ

فیس بک لنک:

https://www.facebook.com/SyedKamran786

واٹس ایپ نمبر:

+923169168614

ٹیلی گرام گروپ لنک:

https://t.me/FiqhiMasail2526

انسٹا گرام اکاؤنٹ لنک:

www.instagram.com/iamkamranmadani

فیس بک گروپ لنک:

www.facebook.com/groups/syedkamran786

For Feedback: +923185748580

فہرست

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

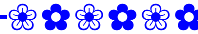
پیشِ لفظ

یقیناً صالحین کے واقعات و حالات میں اہلِ نظر کے لیے بڑی ہی عبرت و بصیرت کا سامان ہوتا ہے ان سے دلوں کو روشنی روحوں کو تازگی اور فکر و نظر کو بالیدگی ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں اور اسرار و حکم اور شرائع و قوانین کی عقدہ کشائی کی ہے وہیں انبیائے سابقین اور اقوام ماضیہ کے حالات و واقعات بھی بڑی اثر انگیزی اور فیاضی سے بیان کئے ہیں اور ہمارے لئے انہیں سامان عبرت و بصیرت قرار دیا ہے۔

قرآن کریم کتاب ہدایت ہے اس کا اسلوب ہمارے لیے نمونہ ہے قرآن کریم میں احکام شرعیہ سے متعلقہ آیات کی تعداد 500 ہے جبکہ کل آیات کریمہ کی تعداد سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم کی روایت کے مطابق 6236 ہے جن میں اکثر انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے واقعات پر مشتمل حکایات ہیں۔ قرآن کریم میں ان حکایات کو بیان کرنے میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ حکایت اسلوبِ تذکیر میں اہم مقام رکھتی ہے انسانی طبائع کا میلان حکایات کی طرف زیادہ ہوتا ہے قرآن میں اللہ کریم فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ [1]

ترجمہ کنز الایمان: بےشک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں



1 ...پ13، یوسف:111

کُھلتی ہیں۔

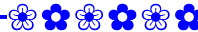
اور فرماتا ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ(۱۲۰) (1)

ترجمہ کنز الایمان: اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں ذکر شدہ گزشتہ امتوں کے واقعات ہمارے لیے درس عبرت اور باعث نصیحت ہیں اور یہ قرآن کا عظیم مقصد ہے ان واقعات کو ذکر فرمانے کا۔

بلاشبہ امت محمدیہ (علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ) وہ بہترین امت ہے جو لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ظاہر ہوئی ممکن نہیں کہ اس کا دامن عبرت و موعظت کے ان آبدار موتیوں سے خالی ہو اس میں جہاں ظاہری علوم و فنون کے تاجدار صنعت و حرفت کے ماہرین اور سیاست و جہاں بانی کے شناور پیدا ہوئے وہیں علم باطن کے رمز شناس قلب وروح کے معالج حکمت و معرفت کے امام ربانی اسرار و حقائق کے امین اور خلق کا رشتہ خالق سے مربوط

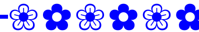


1... پ12، ھود:120

و مضبوط کرنے والے عارفین واصلین بھی پیدا ہوئے۔

ان کی حیات کا لمحہ لمحہ اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتا ہے ان کی حکمرانی بحر و بر پر نظر آتی ہے وہ بے سر و سامان ہوتے ہوئے بھی منٹوں میں کسی کو تاج شاہی سے سرفراز کرتے ہیں۔ کسی کو تختہ دار پر پہنچاتے ہیں اقلیم دل کی فرماں روائی ان کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ بڑے بڑے جبار و مغرور بھی ان کے آستانے پر لرزتے کانپتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور ناچار یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ اصل حکومت آپ کی ہے۔[1]

انہی میں سے ایک ہستی تیسری صدی ہجری سے تعلق رکھنے والے حضرت حاتم بن عنوان المعروف حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی ہستی کو اس امت کا لقمان حکیم کہا جاتا ہے جن کی باتوں پر امام احمد بن حنبل جیسی ہستیاں سر دھنتی ہیں جو کلمہ حق کہنے میں کسی حکمران اور بڑے سے بڑے فقیہ و عالم کی پرواہ نہیں کرتے یقیناً ان کی زندگی کے واقعات میں ہمارے لیے بڑے سبق ہیں زیرِ نظر رسالہ حضرت حاتم اصم کی حکایات بھی اسی حکمت اور وعظ و نصیحت کے پیشِ نظر مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے۔



❶ ...ماخوذ از بزم اولیاء، ص 15 سے 17

مختصر تعارف

زرکلی کہتے ہیں:

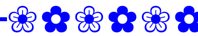
حاتم بن عنوان ابو عبدالرحمٰن المعروف الاصم آپ دنیا سے بے رغبت ورع اور سادگی میں مشہور تھے، زہد اور دانشمندی کے حوالے سے آپ کا کلام باقاعدہ مدون کیا گیا، اہلِ بلخ میں سے تھے، بغداد تشریف لائے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نشست وبرخواست رہی۔ حاتم بن عنوان، أبو عبد الرحمن، المعروف بالأصم: زاهد، اشتهر بالورع والتقشف. له كلام مدون في الزهد والحكم. من أهل بلخ. زار بغداد واجتمع بأحمد بن حنبل (1)

امام ذہبی فرماتے ہیں:

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام زہد، وعظ اور حکمت کے حوالے سے پسند کیا جاتا تھا۔ آپ کو اس امت کا لقمان بھی کہا جاتا ہے۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں سعید بن عباس صدفی، حسن بن سعید سقاوغیرہ بزرگانِ دین شامل ہیں۔

آپ نے حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی اور انہی سے



❶ ... الاعلام للزرکلی، 2/152

آدابِ طریقت سیکھے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے 237ھ میں وفات پائی۔

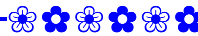
له كلام عجب فی الزهد والوعظ والحكم، وكان يُقال له: لُقمان هذه الأمّة. حكى عنه سعيد بْن العبّاس الصَّدَفيّ، والحَسَن بْن سعيد السّقّاء، وغيرهما. وكان قد صحِب شقيقًا البلخي وتأدب بآدابه.

رَوَى عَنْ: شقيق البلْخيّ، وسعيد بْن عبد الله الماهياني. قال: وَرَوَى عَنْهُ: عبد الله بْن سهل الرّازيّ، وأحمد بْن خَضْرَوَيْه البلْخيّ الزّاهد، ومحمد بْن فارس البلْخيّ. ثم قال: تُوُفّي سنة سبع وثلاثين ومائتين.[1]

حکایت نمبر:1

"اَصَم" کہلانے کی وجہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اصم (بہرہ) کہنے کے بارے میں حضرت سیِّدُنا ابو علی دَقّاق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی تو اتفاق سے اس کی ریح خارج ہوگئی جس پر وہ عورت بہت شرمندہ ہوئی۔ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرمندگی دور کرنے کے لئے فرمایا: "ذرا اونچا بولو۔" اور اس کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ آپ



1 ... تاریخ الاسلام للذہبی، 5/801

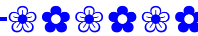
اونچا سنتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ عورت خوش ہو گئی اور دل میں کہنے لگی کہ انہوں نے میری ریح کی آواز نہیں سنی ہو گی۔اس وجہ سے آپ حاتم اصم کے نام سے مشہور ہو گئے۔

سبب تسمیته بالأصم ما حکاه أبو علی الدقاق أن امرأة جاءت تسأله عن مسألة، فاتفق أنه خرج منها صوت ریح فخجلت المرأة، فقال حاتم: ارفعی صوتك وأراها أنه أصم فسرت المرأة بذلك وقالت: إنه لم یسمع الصوت، فغلب علیه هذا الاسم رحمة الله تعالی علیه(1)

حکایت نمبر:2

نماز کے بارے میں بتائیں!

حضرتِ سیّدُنا یوسف بن عاصم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے حضرتِ سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اس بات کا تذکرہ ہوا کہ حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لوگوں سے زہد و اخلاص کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو حضرتِ سیّدُنا یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ "ہمیں ان کے پاس لے چلو تا کہ ہم ان سے ان کی کیفیتِ نماز کے بارے میں سوال کریں اگر وہ اسے کامل طریقے سے ادا کرتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم انہیں زہد واخلاص



(1)... المستطرف فی کل فن مستظرف، ص152

کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع کر دیں گے۔"

جب یہ لوگ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو حضرت یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: "اے حاتم! ہم آپ سے آپ کی نماز کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔" تو حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اللہ پاک تمہیں معاف فرمائے کس چیز کے بارے میں پوچھنے آئے ہو، نماز کی معرفت کے بارے میں یا اس کی ادائیگی کے طریقے کے بارے میں؟" تو حضرتِ سیِّدُنا یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "حاتم نے ہماری معلومات میں اتنا اضافہ کر دیا کہ ہم اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔"

پھر حضرتِ سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ "آپ ہمیں سب سے پہلے نماز کی ادائیگی کے بارے میں بتائیں۔" تو حضرتِ سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کی تیاری شروع کر دو اور محاسبہ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور سنت طریقہ سے نماز کی ابتداء کرو اور تعظیم کے ساتھ تکبیر کہو اور ترتیل کے ساتھ قراءت کرو اور خشوع کے ساتھ رکوع اور خضوع کے ساتھ سجدہ ادا کرو اور سکون کے ساتھ سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اخلاص کے ساتھ تشہد پڑھو اور رحمت کے ساتھ سلام کہو۔" تو حضرت سیدنا یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: "یہ تو ادائیگی کا طریقہ تھا

نماز کی معرفت کیا ہے؟" فرمایا: "جب تم نماز پڑھنے لگو تو تم جان لو کہ اللہ پاک تمہاری طرف متوجہ ہے لہٰذا تم بھی اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ جس کی توجہ تمہاری طرف ہے اور دل کی گہرائی سے یہ بات جان لو کہ اللہ پاک تمہارے قریب اور تم پر قادر ہے پھر جب تم رکوع کرو تو یہ امید نہ رکھو کہ سر اٹھا بھی سکو گے اور جب رکوع سے سر اٹھالو تو سجدہ کرسکنے کی امید نہ رکھو اور جب تم سجدہ کرلو تو کھڑے ہونے کی امید نہ رکھو اور جنت کو اپنی دائیں طرف اور جہنم کو بائیں طرف جبکہ پل صراط کو اپنے قدموں تلے سمجھو جب تم ایسا کرلو گے تو تم کامل نمازی بن جاؤ گے۔" حضرتِ سیِّدُنا یوسف رحمة الله تعالیٰ علیه اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: "اٹھو ہم اپنی گزشتہ زندگی کی تمام نمازیں دہرالیں۔"

ویروی عن یوسف بن عاصم أنه ذکر له عن حاتم الأصم أنه کلن یتکلم علی الناس فی الزهد، والإخلاص، فقال یوسف لأصحابه: اذهبوا بنا إلیه نسأله عن صلاته إن کان یکملها، وإن لم یکن یکملها، نهیناه عن ذلك.

قال: فأتوه وقال له یوسف: یا حاتم، جئنا نسألك عن صلاتك، فقال له حاتم: عن أی شیء تسألنی عافاك الله؟ عن معرفتها أو عن تأدیتها؟

فالتفت یوسف إلی أصحابه، وقال لهم: زادنا حاتم ما لم نحسن إن نسأله عنه. ثم قال لحاتم: نبدأ بتأدیتها.

فقال لهم: تقوم بالأمر. وتقف بالاحتساب وتدخل بالسنة، وتکبّر

بالتعظيم، وتقرأ بالترتيل، وتركع بالخشوع، وتسجد بالخضوع، وترفع بالسكينة، وتتشهد بالإخلاص، وتسلم بالرحمة.

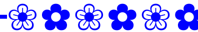
قال يوسف: هذا التأديب فما المعرفة.

قال: إذا قمت إليها فاعلم أن الله مقبل عليك، فأقبل على من هو مقبل عليك، واعلم أن جهة التصديق لقلبك، أنه قريب منك، قادر عليك، فإذا ركعت: فلا تؤمّل أن تقوم. ومثل الجنة عن يمينك، والنار عن يسارك، والصراط تحت قدميك، فإذا فعلت فأنت مصل. فالتفت يوسف إلى أصحابه، وقال: قوموا نعيد الصلاة التي مضت من أعمارنا(1)

حکایت نمبر:3

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ حضرت عاصم بن یوسف محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت عاصم بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اے حاتم! کیا تم اچھی طرح نماز پڑھتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا: ''جی ہاں'' تو حضرت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: آپ بتایئے کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ تو حضرت حاتم رحمۃ اللہ



(1)... بحر الدموع، ص98

تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب ہو جاتا ہے تو میں نہایت ہی کامل و مکمل طریقے سے وضو کرتا ہوں۔ پھر نماز کا وقت آجانے پر جب مصلے پر قدم رکھتا ہوں تو اس طرح کھڑا ہوتا ہوں کہ میرے بدن کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر بر قرار ہو جاتا ہے پھر میں اپنے دل میں یہ تصور جماتا ہوں کہ خانہ کعبہ میرے دونوں بھنوؤں کے درمیان اور مقامِ ابراہیم میرے سینے کے سامنے ہے پھر میں اپنے دل میں یہ یقین رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ میری ظاہری حالت اور میرے دل میں چھپے ہوئے تمام خیالات کو جانتا ہے اس طرح کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا پل صراط پر میرے قدم ہیں اور جنت میرے داہنے اور جہنم میرے بائیں اور ملک الموت میرے پیچھے ہیں اور گویا یہی نماز میری زندگی کی آخری نماز ہے، اس کے بعد تکبیر تحریمہ نہایت ہی اخلاص کے ساتھ کہتا ہوں پھر انتہائی تدبر اور غور و فکر کے ساتھ قراءت کرتا ہوں۔ پھر نہایت ہی تواضع کے ساتھ رکوع اور گڑگڑاتے ہوئے انکساری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ پھر اسی طرح پوری نماز نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ خوف ورجا کے درمیان ادا کرتا ہوں یہ سن کر حضرت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ اے حاتم اصم! کیا واقعی آپ ہمیشہ اور ہر وقت اسی طریقے سے نماز پڑھتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جی ہاں! تیس برس سے میں ہمیشہ اور ہر وقت اسی طرح ہر نماز ادا کرتا ہوں۔ یہ جواب سننے کے بعد حضرت عاصم

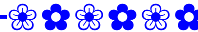
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر رقت طاری ہو گئی اور وہ یہ کہنے لگے کہ افسوس! ایسی نماز تو میں نے زندگی بھر میں کبھی بھی ادا نہیں کی۔

وذكر ان حاتما الزاهد دخل على عاصم بن يوسف فقال له عاصم يا حاتم هل تحسن ان تصلى فقال نعم قال كيف تصلى قال إذا تقارب وقت الصلاة أسبغ الوضوء ثم استوى فى الموضع الذى أصلى فيه حتى يستقر كل عضو منى وارى الكعبة بين حاجبى والمقام بحيال صدرى والله فوق يعلم ما فى قلبى وكأن قدمى على الصراط والجنة عن يمينى والنار عن شمالى وملك الموت خلفى وأظن انها آخر الصلاة ثم اكبر تكبيرا بإحسان واقرأ قراءة بتفكر واركع ركوعا بالتواضع واسجد سجودا بالتضرع ثم اجلس على التمام وأتشهد على الرجاء واسلم على السنة ثم أسلمها للاخلاص وأقوم بين الخوف والرجاء ثم العاهد على الصبر قال عاصم يا حاتم أهكذا صلاتك قال كذا صلاتى منذ ثلاثين سنة فبكى عاصم وقال ما صليت من صلاتى مثل هذا قط كذا فى تنبيه الغافلين (1)

حکایت نمبر:4

تو ہمیں نامراد نہ لوٹا

حضرتِ سیِّدُنا ابو الحسن صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حضرتِ



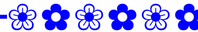
(1) ... تنبیہ الغافلین، ص292

سیِّدُنا حاتمِ اصم رحمۃاللہ علیہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے روضۂ انور پر کھڑے ہو کر عرض کی: ''اے ہمارے رب! ہم نے تیرے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قبرِ اطہر کی زیارت کی اب تو ہمیں نامراد نہ لوٹا۔ آواز آئی: ''اے بندے! ہم نے تجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قبرِ اقدس کی زیارت کی اجازت ہی تب دی جب تجھے پاک کر دیا۔ اب تم اور تمہارے ساتھ زیارت کرنے والے مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، بے شک اللہ تجھ سے اور اس سے راضی ہو گیا جس نے اس کے پیارے نبی محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اقدس کی زیارت کی۔''(1)

حکایت نمبر 5:

تیس برس میں کیا سیکھا؟

حضرت سیدنا عبداللہ بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃاللہ الاکرم نے فرمایا: میں تقریباً تیس سال حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت بابرکت میں رہا، ایک دن انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے حاتم! تم اتنے دن ہمارے ساتھ رہے، تم نے کیا سیکھا؟'' میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہ کر جو اہم باتیں سیکھی تھیں، وہ بیان کرنی شروع کر دیں کہ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میرے رزق کا مالک



(1)... حکایتیں اور نصیحتیں، ص 591

اللہ ربُّ العزّت ہے، میرے حصے کا رزق اسی کی ملکیت میں ہے تو میں اللہ ربُّ العزّت کے علاوہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہو گیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ اللہ ربُّ العلمین نے مجھ پر دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں جو میری ہر بات کو لکھتے ہیں تو میں نے اپنے اوپر یہ بات لازم کر لی کہ حق کے سوا کچھ نہ بولوں گا۔ پھر میں نے غور کیا کہ مخلوق کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے اور خالق عزوجل انسان کی باطنی کیفیت کو دیکھتا ہے تو میں نے اپنے باطن کی اصلاح میں تگ و دو شروع کر دی اور لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر لی۔

پھر جب میں نے دیکھا کہ ملک الموت علیہ السلام ہمیں اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں ضرور لے جائیں گے، تو میں نے اپنے آپ کو ان کی آمد سے پہلے ہی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے تیار کر لیا تاکہ ان کی آمد کے وقت میں کسی چیز کی طرف محتاج نہ ہوں۔

یہ سن کر حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے فرمایا: ”اے حاتم اصم! تمہاری کوشش بے کار نہ گئی بلکہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔“

حضرت سیدنا حاتم اصم علیہ رحمۃاللہ الاعظم فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ مجھ سے حضرت سیدنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”لوگ چار چیزوں کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ان کا عمل ان کے دعوی کے بالکل خلاف ہے:

1 لوگ دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے غلام ہیں مگر وہ

عمل آزاد لوگوں والے کرتے ہیں۔

❷ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہمارے رزق کا کفیل اللہ ربُّ العزّت ہی ہے لیکن وہ اس بات پر مطمئن نہیں ہوتے۔

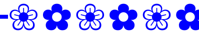
❸ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آخرت کی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے لیکن پھر بھی وہ دنیا کا مال جمع کرنے میں سرگرداں ہیں۔

❹ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ موت برحق ہے لیکن ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے انہوں نے مرنا ہی نہیں۔ (1)

حکایت نمبر:6

آٹھ فوائد

مذکورہ واقعہ دوسری کتاب میں کچھ یوں ہے: حضرت سیِّدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے، ایک دن حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ القوی نے پوچھا اے حاتم! تُو نے تیس سال میری صحبت میں گزارے، اتنے عرصہ میں تُو نے کیا حاصل کیا؟ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ میں نے علم کے آٹھ فوائد حاصل کیے ہیں، جو کہ میرے لیے کافی ہیں۔ (کہ ان پر اخلاص و استقامت کے ساتھ عمل کی صورت میں) مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے نجات پا جانے



❶... عیون الحکایات حصہ اول صفحہ 116، 115

میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ حضرت سیّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بتاؤ وہ آٹھ فوائد کون کون سے ہیں؟ حضرت سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمانے لگے:

پہلا فائدہ:

میں نے لوگوں کو بنظرِ غور دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی محبوب و معشوق ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور عشق کا دم بھرتا ہے، لیکن لوگوں کے محبوب ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی مرضُ الموت تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ قبر تک ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک واپس لوٹ آتا ہے۔ اور اسے قبر میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ قبر میں نہیں جاتا۔ لہٰذا میں نے غور و فکر کیا اور اپنے آپ سے کہا: بندے کا سب سے اچھا، محبوب اور بہترین دوست تو وہ ہے جو اس کے ساتھ قبر میں جائے اور وہاں کی وحشت و گھبراہٹ کی گھڑیوں میں اس کا مُونس اور غم خوار ہو، تو مجھے سوائے "نیک اعمال" کے کوئی اس قابل نظر نہ آیا تو میں نے نیک اعمال سے دوستی کر لی۔ (سنّتوں کا عامل بنا) تاکہ یہ میری قبر کو روشن کریں اور مجھے ان سے اُنس ملے اور یہ مجھے تنہا نہ چھوڑیں۔

دوسرا فائدہ:

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور

اپنے نفس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کیلئے بڑی تیزی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ربِّ کریم کے اس ارشادِ گرامی میں غور و فکر کیا۔

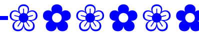
وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ(۴۰) فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ(۴۱) (1)

ترجَمہ کنزُالایمان: اور وہ جو اپنے ربّ کے حُضور کھڑے ہونے سے ڈرا، اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنّت ہی ٹھکانہ ہے۔

مجھے یقین ہے کہ قرآنِ حکیم حق، اور اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ لہٰذا میں نے اپنے نفس کی مخالفت شروع کر دی۔ اور ریاضت و مجاہدات کی طرف مائل ہوا۔ اور نفس کی کوئی خواہش اس وقت تک پوری نہ کی، جب تک یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں راضی نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے اَحکامِ الٰہی کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا۔ اور سچا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔

تیسرا فائدہ:

میں نے دیکھا ہر آدمی دنیاوی مال و دولت جمع کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور پھر بڑا خوش ہے کہ اس کے پاس بہت سامان و متاع ہے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ پاک پر غور کیا۔ مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍؕ (2)۔ ترجَمہ کنزُالایمان: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو



1 ...پ30، النّٰزعٰت:40، 41

2 ...پ14، النحل:96

اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہے گا۔

تَو میں نے جو کچھ جمع کیا تھا، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسکینوں میں تقسیم کر دیا تاکہ یہ ربِّ کریم کے پاس ذخیرہ ہو جائے، اور مجھے آخرت میں اس سے فائدہ پہنچے۔

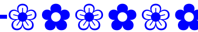
چوتھا فائدہ:

میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شان و شوکت اور عزّت و شرافت کا معیار بڑی قوم اور قبیلے سے تعلق رکھنے کی بنا پر ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے لوگ اپنے آپ کو معزز و مکرّم سمجھتے ہیں۔

بعض کا گمان یہ ہے کہ دولت کی فراوانی اور کثرتِ اہل و عَیال سے عزّت ملتی ہے۔ ایسے لوگ اپنی دولت اور اولاد پر فخر کرتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں، جو اپنی عزّت و شرافت دوسروں کا مال لوٹنے، ان پر ظلم کرنے اور ان کا خون بہانے میں سمجھتے ہیں۔

بعض لوگوں کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ مال ضائع کرنے اور اِسراف و فُضول خرچی ہی میں عزّت و بزرگی پوشیدہ ہے۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ مبارک پر غور کیا۔


اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ[1] ترجَمہ کنزُالایمان: بے شک اللہ

---

❶ ... پ26، الحجرات: 13

کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے، جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ تَو میں نے تقوٰی اور پرہیز گاری کو اختیار کیا۔ اور میں نے یقینِ کامل کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حق اور سچ ہے، جبکہ لوگوں کے گمان اور نظریات سب کے سب جھوٹے اور باطل ہیں۔

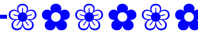
پانچواں فائدہ:

میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں۔ اور خوب غیبت کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے اسباب پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ حسد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اور اس حسد کی اصل وجہ شان و عظمت، مال و دولت اور علم ہے تَو میں نے قرآنِ کریم کی اس آیت پر غور کیا۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (1)

ترجَمہ کنزُالایمان: ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔

لہٰذا میں نے اس بات کو بخوبی جان لیا کہ مال و دولت، شان و عظمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اَزل ہی سے فرما دی ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے جو چاہا مقدر فرما دیا اور اس میں کسی کو کچھ اختیار نہیں) اس لیے میں کسی سے حسد نہیں کرتا اور ربِّ کریم کی تقسیم و تقدیر پر راضی ہوں۔



(1) ...پ25، الزخرف:32

چھٹا فائدہ:

میں نے لوگوں پر نگاہ ڈالی، تو ہر ایک کو ایک دوسرے سے کسی غرض اور سبب کی وجہ سے عداوت و دشمنی کرتے پایا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ مبارک پر خوب غور و فکر کیا۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ (1)

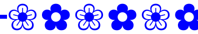
ترجَمہ کنزُالایمان: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

پس یہ بات مجھ پر ظاہر ہوئی کہ سوائے شیطان کے کسی اور سے (اپنی ذات کے لیے) دشمنی نہیں رکھنی چاہیے۔ (تو مجھے اپنے دشمن کا سراغ مل گیا اور اس کے سوا کسی سے دشمنی نہ رہی)

ساتواں فائدہ:

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر شخص روزی اور مَعاش کی تلاش میں کافی محنت اور کوشش کے ساتھ سرگرداں ہے۔ اور اس سلسلے میں حلال و حرام کی بھی تمیز نہیں کر رہا بلکہ مشکوک اور حرام کمائی کے حُصُول کے لئے ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں نے ربِّ کریم کے اس ارشادِ گرامی میں غور و فکر کیا۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا



(1)...پ22، فاطر:6

ترجَمہ کنزُالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو۔ (1)

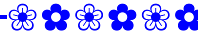
پس یہ بات مجھ پر روشن ہوئی کہ میرا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے اور میرے پروردگار نے اسے اپنے ذمّہ لیا ہے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اور غیر کے خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔

آٹھواں فائدہ:

میں نے دیکھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہے کسی کا بھروسہ درھم و دینار پر ہے، تو کسی کا مال و سلطنت پر اور کسی کا صنعت و حرفت پر اور کوئی تو اپنے جیسے لوگوں پر بھروسہ کیے ہوئے ہے۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ مبارک سے رہنمائی حاصل ہوئی۔

وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (۲)

ترجَمہ کنزُالایمان: اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔ (2)



❶...پ12، ھود:6

❷...پ28، الطلاق:3

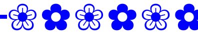
پس میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر توکُّل و بھروسہ کیا۔ وہی میرے لیے چارہ سازہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے۔

جب حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فائدے سماعت فرمائے، تو ارشاد فرمایا: (اے حاتم! رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ تجھے (ان پر اخلاص واستقامت کے ساتھ عمل کرنے کی) توفیق سے مالا مال فرمادے۔ میں نے تَورات و اِنجیل، زبُور اور قرآن مجید کی تعلیمات پر غور کیا، تو ان چاروں مقدّس آسمانی کتابوں کو انہی آٹھ فوائد پر مشتمل پایا۔ لہٰذا جس خوش نصیب نے ان پر عمل کیا، گویا اس نے ان چاروں کتابوں پر عمل کیا۔ (1)

حکایت نمبر:7

دعا کی برکت سے کفن چور کی مغفرت

حضرت سیِّدُنا حاتم اَصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم ایک بار بلخ شہر میں بیان فرما رہے تھے، دورانِ بیان گنہگاروں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت دعا مانگی: اے پرورد گارعَزَّوَجَلَّ اِس اجتماع میں جو سب سے بڑا گنہگار ہے، اپنی رحمت سے اُس کی مغفرت فرما۔ ایک کفن چور بھی وہاں موجود تھا، جب رات ہوئی تو وہ کفن چرانے کی غرض سے قبرستان گیا مگر جوں ہی قبر کھودی ایک غیبی آواز



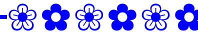
(1)... بیٹے کو نصیحت، ص29 تا34

گونج اُٹھی: اے کفن چور! تو آج دن کے وقت حاتم اصم کے اجتماع میں بخشا جا چکا ہے پھر آج رات یہ گناہ کیوں کرنے لگا ہے؟ یہ سن کر وہ رو پڑا اور اُس نے سچّے دل سے توبہ کر لی۔[1]

حکایت نمبر:8

اہلیہ کا توکل

حضرت حاتم اَصَم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سفرِ حج کو روانہ ہونے لگے تو اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا: تجھ کو کس قدر خرچ دے کر جاؤں، ان کی اہلیہ نے کہا: جس قدر میری زندگی کے دن ہیں اتنے دنوں کا خرچ دیتے جاؤ، حضرت حاتم اصم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: زندگی کے دن دینا میرے اختیار میں نہیں یہ کام تو اللہ تعالٰی کے ذمہ ہے، ان کی اہلیہ نے کہا: تو پھر رزق پہنچانا بھی تو اللہ تعالٰی ہی کے ذمہ ہے، آپ مطمئن ہو کر روانہ ہو گئے، کچھ دنوں بعد محلے کی مستورات ملنے کے لیے (ان کے گھر) آئیں اور انہوں نے پوچھا: حضرت حاتم اصم تو حج کے لیے جا چکے ہیں آپ کے اخراجات اور کھانے پینے کے لیے خرچ کی کیا صورت ہے؟ حضرت حاتم کی اہلیہ نے جواب دیا: ہاں! کھانے والا چلا گیا ہے اور دینے والا موجود ہے۔[2]



[1]... تجہیز و تکفین کا طریقہ، ص 65

[2]... سرمایہ آخرت، ص 92

مذکورہ حکایت دوسری کتاب میں یوں ہے: منقول ہے کہ حضرت سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کثیر العیال شخص تھے جس میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل تھے لیکن آپ ایک دانے کے بھی مالک نہ تھے اورآپ کا کل سرمایہ توکل تھا۔ایک رات آپ اپنے مصاحبین کے ساتھ بیٹھے گفتگو فرمارہے تھے کہ حج کا تذکرہ شروع ہوگیا جس کی وجہ سے آپ کے دل میں بھی حج کا شوق پیدا ہوا۔جب آپ گھر تشریف لائے تو بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کی اور ان سے فرمایا: اگر تم اپنے والد کو اجازت دے دو کہ وہ اس سال بیتُ اللہ شریف حاضر ہوکر حج کی سعادت پائے اور تم لوگوں کے لئے دعا کرے تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہ سن کر آپ کی زوجہ اور اولاد نے کہا: آپ کی حالت یہ ہے کہ ایک دانے کے بھی مالک نہیں اور ہمارا فقر وفاقہ بھی آپ کے سامنے ہے، بھلا ہمارے اس حالت میں ہوتے ہوئے آپ حج کے لئے کیسے جاسکتے ہیں۔ حضرت سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک چھوٹی بچی تھی، اس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو گھر کے دیگر افراد سے کہا: اگر تم لوگ والدِ محترم کو جانے کی اجازت دے دو تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے۔یہ جہاں جانا چاہیں انہیں جانے دو کیونکہ یہ رزق دینے والے نہیں بلکہ لینے والے ہیں۔جب بچی نے یہ بات کی تو دیگر اہلِ خانہ نے کہا: خدا کی قسم! اس بچی نے سچ کہا، ابا جان! آپ

جہاں جانا چاہیں چلے جائیں ۔حضرت سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت اٹھے، حج کا احرام باندھا اور سوئے حرم روانہ ہو گئے۔

اگلی صبح جب آس پڑوس کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ گھر میں آکر گھر والوں کو ملامت کرنے لگے کہ تم لوگوں نے انہیں کیوں جانے دیا نیز آپ کے دوست اور پڑوسی آپ کی جدائی پر افسوس کرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر گھر کے افراد اس بچی کو بُرا بھلا کہنے لگے کہ اگر تم اس وقت نہ بولتیں تو یہ نوبت نہ آتی۔ مدنی منی نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے آقا و مولیٰ! میں نے تو ان لوگوں کو تیرا فضل و کرم یاد دلایا تھا اور یہ بتایا تھا کہ تو انہیں ضائع نہ فرمائے گا، اے اللہ! انہیں رسوا نہ فرما اور نہ ہی ان کے سامنے مجھے شرمندہ فرما۔

ایک طرف گھر میں یہ معاملہ چل رہا تھا اور دوسری طرف اس شہر کا امیر جو کہ شکار کے لئے نکلا تھا وہ اپنے لشکر اور ساتھیوں سے جُدا ہو گیا اور اسے شدید پیاس لگی تو وہ حضرت سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آ گیا اور دروازہ کھٹکھٹا کر پانی مانگا۔ گھر والوں نے پوچھا: کون؟ اس نے جواب دیا کہ امیر شہر آپ کے دروازے پر موجود ہے اور پانی مانگ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا: مالک و مولیٰ! تو پاک ہے! کل ہم نے بھوکے پیٹ رات گزاری اور آج امیر شہر ہمارے دروازے پر کھڑا پانی

مانگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے ایک نیا پیالہ لے کر اسے پانی سے بھرا اور پانی لے جانے والے سے کہا: ہماری طرف سے معذرت کرنا (کہ ہم آپ کی زیادہ خدمت نہ کر سکے)۔ امیر نے وہ پیالہ لے کر پانی پیا تو اسے بہت عمدہ پایا، اس نے پوچھا: کیا یہ کسی امیر شخص کا گھر ہے۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں، بخدا! یہ اللہ پاک کے ایک نیک بندے کا گھر ہے جو کہ حاتم اصم کے نام سے مشہور ہے۔ امیر نے کہا: ان کا نام تو میں نے بھی سنا ہے۔ اتنی دیر میں امیرِ شہر کا وزیر اور اس کے ساتھی بھی آگئے تو وزیر نے عرض کی: میرے آقا! میں نے سنا ہے کہ وہ کل حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں اور اپنے گھر والوں کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ اہلِ خانہ نے کل بھوکے پیٹ رات گزاری ہے۔ امیرِ شہر نے کہا: آج ہم بھی ان پر بوجھ بن بیٹھے ہیں اور یہ بات مروت کے خلاف ہے کہ ہم جیسے لوگ ان جیسوں پر بوجھ بن جائیں۔ اس کے بعد امیرِ شہر نے اپنی کمر کی پیٹی اتار کر حضرت سیّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں پھینک دی اور اپنے ہمراہیوں سے کہا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ بھی اپنی پیٹی گھر میں پھینک دے، یہ سن کر اس کے تمام ساتھیوں نے اپنی اپنی پیٹیاں اتار کر گھر کے اندر پھینک دیں۔ پھر جب وہ واپس جانے لگے تو وزیر نے کہا: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو میں کچھ دیر میں ان پیٹیوں کی قیمت لے کر آؤں گا، جب امیر اپنے محل میں واپس پہنچ گیا تو وزیر واپس آیا اور پیٹیوں کی قیمت

کے طور پر کثیر رقم دے کر بیٹیاں واپس لے لیں۔ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی مدنی منی نے جب یہ معاملہ دیکھا تو زار و قطار رونے لگی۔ گھر والوں نے اس سے کہا: یہ رونا کیسا؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اللہ پاک نے ہم پر وسعت و کشائش فرمادی ہے۔ بچی نے جواب دیا: امی جان! اللہ پاک کی قسم! میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ کل ہم نے بھوکے پیٹ رات گزاری لیکن جب اللہ کریم کے ایک بندے نے ہم پر نظر کی تو فقر و تنگدستی کے بعد ہمیں غنی کر دیا تو پھر اللہ پاک جو کہ کریم ہے جب وہ ہماری طرف نظرِ کرم فرمائے گا تو ہمیں پلک جھپکنے کی مقدار بھی کسی کے حوالے نہیں فرمائے گا۔ اے اللہ! ہمارے والد کی طرف نظرِ رحمت فرما اور ان کے لئے بہترین انتظام فرمادے۔

یہ تو گھر والوں کا حال تھا، ادھر حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ جب احرام باندھ کر سفر پر روانہ ہوئے تو قافلے کا امیر بیمار ہو گیا، لوگوں نے کسی طبیب کو تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ امیرِ قافلہ نے پوچھا: کیا قافلے میں کوئی نیک بندہ موجود ہے، لوگوں نے حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا۔ جب آپ امیرِ قافلہ کے پاس تشریف لائے، اس سے گفتگو کی اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔ امیرِ قافلہ نے حکم دیا کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے کھانے پینے اور سواری کا انتظام اس

کی طرف سے کیا جائے۔اس رات آپ اپنے اہل وعیال کی فکر میں سوئے تو خواب میں آپ سے کہا گیا: اے حاتم!جو ہمارے ساتھ اپنے معاملات کو درست کرلیتا ہے ہم بھی اس کے ساتھ اپنے معاملات کو درست کرلیتے ہیں، اس کے بعد آپ کو خبر دی گئی کہ کس طرح آپ کے اہلِ خانہ مالا مال ہوچکے ہیں، یہ سن کر آپ نے اللہ پاک کی خوب حمد وثنا کی۔جب آپ حج سے فارغ ہوکر واپس آئے اور اپنے بچوں سے ملے تو اپنی چھوٹی بچی کو گلے لگا کر روئے اور ارشاد فرمایا: ایک قوم کے چھوٹے دوسری قوم کے بڑے ہوتے ہیں، اللہ پاک تمہارے بڑوں کی طرف نہیں بلکہ تم میں سے زیادہ معرفت رکھنے والوں کی طرف نظر فرماتا ہے اس لئے اللہ پاک کی معرفت اور اس پر توکل کو لازم پکڑ لو کیونکہ جو اللہ پاک پر توکل اختیار کرتا ہے اللہ پاک اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

حکی أن حاتما الأصم كان رجلا كثير العيال، وكان له أولاد ذكور وإناث، ولم يكن يملك حبة واحدة، وكان قدمه التوكل فجلس ذات ليلة مع أصحابه يتحدث معهم، فتعرضوا لذكر الحج، فداخل الشوق قلبه، ثم دخل على أولاده، فجلس معهم يحدثهم، ثم قال لهم: لو أذنتم لأبيكم أن يذهب إلى بيت ربه في هذا العام حاجا، ويدعو لكم ماذا عليكم لو فعلتم؟ فقالت زوجته وأولاده: أنت على هذه الحالة لا تملك شيئا ونحن على ما ترى من الفاقة، فكيف تريد ذلك ونحن بهذه الحالة؟

وكان له ابنة صغيرة فقالت: ماذا عليكم لو أذنتم له ولا يهمكم ذلك، دعوه يذهب حيث شاء، فإنه مناول للرزق، وليس برزاق، فذكّرتهم ذلك، فقالوا: صدقت والله هذه الصغيرة، يا أبانا انطلق حيث أحببت، فقام من وقته وساعته وأحرم بالحج، وخرج مسافرا، وأصبح أهل بيته يدخل عليهم جيرانهم يوبخونهم كيف أذنوا له بالحج، وتأسف على فراقه أصحابه وجيرانه، فجعل أولاده يلومون تلك الصغيرة ويقولون: لو سكتّ ما تكلمنا، فرفعت الصغيرة طرفها إلى السماء، وقالت: إلهي وسيدي ومولاي عودت القوم بفضلك وأنك لا تضيعهم فلا تخيبهم، ولا تخجلني معهم، فبينما هم على هذه الحالة إذ خرج أمير البلدة متصيدا، فانقطع عن عسكره وأصحابه، فحصل له عطش شديد، فاجتاز بيت الرجل الصالح حاتم الأصم، فاستسقى منهم ماء، وقرع الباب فقالوا: من أنت؟ قال: الأمير ببابكم يستسقيكم، فرفعت زوجة حاتم رأسها إلى السماء وقالت: إلهي وسيدي سبحانك البارحة بتنا جياعا، واليوم يقف الأمير على بابنا يستسقينا، ثم إنها أخذت كوزا جديدا وملأته ماء، وقالت للمتناول منها:

اعذرونا، فأخذ الأمير الكوز وشرب منه، فاستطاب الشرب من ذلك الماء فقال: هذه الدار لأمير؟ فقالوا: لا والله بل لعبد من عباد الله

الصالحين يعرف بحاتم الأصم.فقال الأمير: لقد سمعت به فقال الوزير: يا سيدى لقد سمعت أنه البارحة أحرم بالحج وسافر ولم يخلف لعياله شيئا، وأخبرت أنهم البارحة باتوا جياعا، فقال الأمير: ونحن أيضا قد ثقلنا عليهم اليوم، وليس من المرؤة أن يثقل مثلنا على مثلهم، ثم حل الأمير منطقته من وسطه ورمى بها فى الدار، ثم قال لأصحابه: من أحبنى، فليلق منطقته، فحل جميع أصحابه مناطقهم ورموا بها إليهم، ثم انصرفوا، فقال الوزير: السلام عليكم أهل البيت، لآتينكم الساعة بثمن هذه المناطق، فلما أنزل الأمير رجع إليهم الوزير، ودفع إليهم ثمن المناطق مالا جزيلا واستردها منهم، فلما رأت الصبية الصغيرة ذلك بكت بكاء شديدا، فقالوا لها: ما هذا البكاء؟ إنما يجب أن تفرحى، فإن الله قد وسّع علينا، فقالت: يا أم، والله إنما بكائى كيف بتنا البارحة جياعا، فنظر إلينا مخلوق نظرة واحدة، فأغنانا بعد فقرنا، فالكريم الخالق إذا نظر إلينا لا يكلنا إلى أحد طرفة عين، اللهم انظر إلى أبينا، ودبره بأحسن التدبير، هذا ما كان من أمرهم.

وأما ما كان من أمر حاتم أبيهم، فإنه لما خرج محرما ولحق بالقوم توجع أمير الركب، فطلبوا له طبيبا، فلم يجدوا، فقال: هل من عبد صالح، فدل على حاتم، فلما دخل عليه وكلمه دعا له فعوفى الأمير من

وقته، فأمرله بما يركب، وما يأكل، وما يشرب، فنام تلك الليلة مفكرا في أمر عياله، فقيل له في منامه: يا حاتم من أصلح معاملته معنا أصلحنا معاملتنا معه، ثم أخبر بما كان من أمر عياله، فأكثر الثناء على الله تعالى، فلما قضى حجه و رجع تلقته أولاده، فعانق الصبية الصغيرة وبكى، ثم قال: صغار قوم كبار قوم آخرين. إن الله لا ينظر إلى أكبركم ولكن ينظر إلى أعرفكم به، فعليكم بمعرفته والاتكال عليه فإنه من توكل على الله فهو حسبه[1]

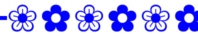
حکایت نمبر: 9

مُردوں کا مال کس کام کا!!

حضرت حاتم اصم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے ایک شخص نے کہا: فلاں آدمی نے بڑی دولت جمع کر لی ہے، فرمایا: کیا اس نے اس کے مطابق اپنی زندگی کا انتظام کر لیا ہے؟ وہ بولا: نہیں، فرمایا: تو پھر مُردوں کا مال کس کام کا۔[2]

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

حکایت نمبر: 10



1 ... المستطرف فی کل فن مستظرف، ص 76

2 ... ایضاً، ص 93

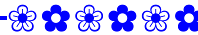
سیدنا حاتم اصم کی دعوت

حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے دعوتِ طعام دی لیکن آپ نے انکار فرمادیا۔ جب اس شخص نے بے حد اصرار کیا تو فرمایا، "اگر تمہیں میری تین شرطیں قبول ہوں تو آؤں گا۔ **پہلی :** میں جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا،۔۔۔ **دوسری:** جو چاہوں گا کھاؤں گا،۔۔۔ **تیسری:** جو میں کہوں گا وہ تمہیں کرنا ہوگا۔" اس مالدار نے یہ تینوں شرائط منظور کرلیں۔ دعوت والے دن اس نے پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا۔ اللہ کے ولی کی زیارت کے لئے بہت سے لوگ بھی جمع ہوگئے۔ وقتِ مقررہ پر حضرتِ سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے اور آتے ہی جوتے اتارنے کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ میزبان چونکہ یہ شرط مان چکا تھا کہ " حضرت جہاں چاہیں گے بیٹھیں گے،" لہٰذا بے بس ہو کر رہ گیا۔ کچھ دیر بعد کھانا شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تو لوگوں نے طرح طرح کے لذیذ کھانوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا لیکن اللہ عزوجل کے ولی نے اپنی جھولی میں ہاتھ ڈال کر سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور تناول فرمانے لگے۔ میزبان اس مقام پر بھی کچھ نہ کرسکا۔

جب کھانے کا سلسلہ اختتام کو پہنچا تو آپ نے میزبان سے فرمایا: "دہکتی ہوئی انگیٹھی (یعنی چولہا) لاؤ اور اس پر ایک توا رکھو۔" آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب وہ توا آگ کی تپش سے سرخ ہو گیا تو آپ اس پر ننگے پاؤں کھڑے

ہو گئے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "میں نے آج ایک سوکھی روٹی کھائی ہے۔" اور توے سے نیچے تشریف لے آئے۔ پھر حاضرین سے فرمایا: "(تیسری شرط کے مطابق) اب آپ حضرات باری باری اس توے پر کھڑے ہو کر اپنے کھانے کا حساب دیجئے۔" یہ سن کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور سب بیک زبان بول اٹھے، "حضور! آپ تو اللہ کے ولی ہیں اور اس گرم توے پر کھڑا ہونا آپ کی کرامت ہے، ہم گناہ گاروں میں اتنی طاقت کہاں کہ اس پر کھڑے ہو سکیں؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعوتِ محاسبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! وہ وقت یاد کرو جب سورج جو آج کروڑوں میل دور ہے، صرف سوا میل دور ہو گا۔۔۔ آج اس کی پشت ہماری جانب ہے، اس دن اس کا اگلا حصہ ہماری طرف ہو گا۔۔۔ زمین تانبے کی ہو گی۔۔۔ اس دہکتی ہوئی زمین کا تصور کرو اور اس گرم توے کو دیکھو کہ یہ تو دنیا کی آگ سے گرم ہوا ہے، اس کی تپش تو انگارے کی مانند دہکتی ہوئی تانبے کی زمین کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔۔۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی: "ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۠(۸)" (ترجمہ کنزالایمان: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش (پوچھ گچھ) ہو گی۔ [1]) یہ سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ [2]



❶ ... پ30، التکاثر:8

❷ ... تذکرۃ الاولیاء، 1/222

حکایت نمبر:11

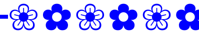
بھیجی گئی چیز کیوں قبول کی؟

عصام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی چیز بھیجی اور انہوں نے قبول کرلی اس پر ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں قبول کرلیا؟ انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ بات آئی کہ اس کے قبول کرنے میں میرے نفس کی ذلت ہے اور واپس کر دینے میں عزت۔ (1)

حکایت نمبر:12

قاضی کو نصیحتیں

حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت سیدنا ابو عبد اللہ خواص رحمۃُ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ "رے" شہر میں داخل ہوا، ہمارے ساتھ 320 افراد تھے۔ ہم حج کے ارادے سے نکلے تھے، لوگوں نے اونی لباس پہنے ہوئے تھے، ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا۔ "رے" شہر میں ہم ایک عبادت گزار تاجر کے پاس پہنچے جو زاہدانہ طرزِ زندگی والوں کو پسند کرتا تھا، اس نے رات



1 ... الطبقات الکبری للشعرانی، ص 166

ہماری میزبانی کی۔ صبح ہوئی تو اس عبادت گزار تاجر نے حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ سے کہا: اے ابو عبد الرحمن! آپ کو کوئی حاجت ہو تو بتادیں کیونکہ ہمارے ایک فقیہ بیمار ہیں، مجھے ان کی عیادت کے لئے جانا ہے۔ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تمہارے کوئی فقیہ بیمار ہیں تو فقیہ کی عیادت بڑی فضیلت کی بات ہے فقیہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے، میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ یہ بیمار فقیہ رے کے قاضی محمد بن مقاتل تھے میزبان عابد نے کہا چلئے۔ یہ لوگ قاضی صاحب کے دروازے پر پہنچے، دیکھا تو اونچا عالیشان دروازہ ہے۔ سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ سوچ میں پڑ گئے کہ عالم کا دروازہ ایسی شان و شوکت والا! پھر انہیں اجازت ملی، گھر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں پورا گھر روشنی سے جگمگا رہا ہے، گھر میں خوشبو اور ساز و سامان ہے، پردے لٹکے ہوئے ہیں اور بہت کچھ جمع کر رکھا ہے، یہ سب دیکھ کر حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ مزید متفکر ہو گئے پھر قاضی صاحب کی نشست گاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ نرم و گداز قالین پر لیٹے ہوئے ہیں، سرہانے غلام اور پنکھا چلانے والے حاضر ہیں۔ قاضی صاحب اٹھ بیٹھے، عبادت گزار تاجر نے خیر خیریت دریافت کی جبکہ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ کھڑے رہے۔

قاضی صاحب نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیں لیکن حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نہیں بیٹھوں گا۔ قاضی صاحب نے کہا: شاید آپ کو

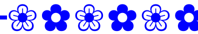
کوئی حاجت ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے پوچھا: کیا حاجت ہے؟ فرمایا: میں تم سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہا: پوچھیں۔ فرمایا: ہاں! تم سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تاکہ میں تم سے مسئلہ پوچھ لوں۔ قاضی صاحب کے حکم پر غلاموں نے سہارا دیا اور انہیں سیدھا بٹھایا، حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے قاضی سے فرمایا: تم نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟ قاضی نے کہا: ثقہ اور معتمد لوگوں نے اسے میرے سامنے بیان کیا ہے۔ فرمایا: انہوں نے کس سے لیا؟ کہا: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابہ کرام سے۔ فرمایا: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس سے لیا؟ قاضی نے کہا: حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: جو علم حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اللہ پاک سے لیا اور حضور جانِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا، حضور سرورِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا، صحابہ کرام نے معتمد ثقہ لوگوں کے سامنے بیان کیا اور انہوں نے تم تک پہنچایا، اس علم میں کبھی یہ سنا ہے کہ جس گھر میں امیر ہو اور عزت و طاقت زیادہ ہو اس کی اللہ پاک کے یہاں عزت و منزلت اسی قدر زیادہ ہو گی؟ قاضی نے کہا: میں نے ایسا نہیں سنا۔ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر تم نے کیا سنا ہے! یہی نا کہ جو دنیا میں زہد اختیار کرے، آخرت میں رغبت رکھے، مساکین سے محبت کرے اور آخرت کے لئے زادِ راہ آگے بڑھائے تو اس کی اللہ پاک کے یہاں عزت و منزلت زیادہ ہو گی۔ پھر

فرمایا: بتاؤ تم کس کے پیروکار ہو؟ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، ان کے صحابہ اور سلف صالحین کے طریقے پر ہو یا فرعون کے پیروکار اور نمرود کے متبع ہو جس نے سب سے پہلے پکی اینٹوں اور چونے کے مکان بنوائے! اے علمائے سوء! دنیا کا طالب وراغب آدمی جب تم جیسوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ جب عالم کا یہ حال ہے تو میرے کام تو اس سے زیادہ برے نہیں ہیں۔ یہ ارشاد فرما کر حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ قاضی کے پاس سے تشریف لے گئے، قاضی ابن مقاتل مزید بیمار پڑ گئے۔ (1)

حکایت نمبر:13

"قزوین" کے قاضی طنافسی کو نصیحت:

رے شہر کے باسیوں کو جب قاضی اور حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے مابین ہونے والے مکالمے اور معاملے کی خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ سے عرض کی: اے ابو عبد الرحمن قزوین کے قاضی طنافسی تو ابن مقاتل سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ بالقصد سفر کر کے قزوین پہنچے، قاضی طنافسی" کے پاس گئے اور فرمایا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے، میں عجمی ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھے دین کا بالکل ابتدائی معاملہ اور میری نماز کی کنجی سکھائیں کہ میں نماز کے لئے وضو کس طرح کروں؟ قاضی نے کہا: بالکل! سر



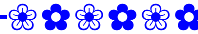
1 ... اللہ والوں کی باتیں، 8/117

آنکھوں پر، اے غلام! پانی سے بھرا برتن لاؤ۔ برتن لایا گیا قاضی صاحب بیٹھے اور اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھوتے ہوئے وضو کیا پھر کہا اس طرح وضو کیا کرو۔ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے یہیں رکیں میں آپ کے سامنے وضو کرتا ہوں اس طرح میرا مقصود مزید پختہ ہو جائے گا۔ چنانچہ قاضی کھڑے ہو گئے اور حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے اور تین تین مرتبہ دھوتے ہوئے وضو کرنے لگے، جب بازو دھونے کی باری آئی تو آپ نے تین کے بجائے چار مرتبہ دھولیا۔ اس پر قاضی طنافسی نے کہا: آپ نے اسراف کیا۔ فرمایا: وہ کیسے؟ قاضی نے کہا: آپ نے بازوؤں کو چار مرتبہ دھویا ہے۔ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: سبحان اللہ! میں نے پانی کے ایک چلو میں اسراف کیا اور تم نے یہ سب مال و متاع جمع کر کے اسراف نہیں کیا؟ قاضی صاحب سمجھ گئے کہ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃُ اللہ علیہ کا مقصود خود سیکھنا نہیں بلکہ مجھے یہ سکھانا تھا، پھر قاضی صاحب گھر میں داخل ہوئے اور 40 دن تک لوگوں میں نہیں نکلے۔[1]

حکایت نمبر: 14

حاتم اصم کی خواہش

ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ: کیا آپ کی کوئی خواہش ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ دن سے لے کر شام تک میں



(1) ... ایضاً، ص 118

عافیت میں رہوں، پھر آپ سے پوچھا گیا: کیا تمام ایام عافیت والے نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے دن کی عافیت یہ ہے کہ اس دن میں اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ ہو۔ (1)

حکایت نمبر:15

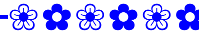
سوال کا قرآن سے جواب

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ تو آپ نے قرآنِ مجید کی یہ آیت پڑھی: وَ لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ(۷) (2) ترجمہ کنز الایمان: "اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے مگر منافقوں کو سمجھ نہیں۔" (3)

حکایت نمبر:16

موت کو سینے پر دیکھ کر بھی پُر اعتماد

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہماری اور ترکوں کی جنگ تھی تو جب ہم ملے (جنگ شروع ہوئی) تو ایک ترکی نے مجھ پر حملہ کیا اور مجھے گرا کر میرے سینے پر بیٹھ گیا اور اس نے میری داڑھی کو پکڑا، اس نے اپنے موزے سے ایک



❶... طبقات الاولیاء، ص 196 تا 199

❷... پ28، المنافقین:7

❸... تاریخ بغداد، 9/149، رقم:4298

چھری نکالی تاکہ مجھے ذبح کر دے، میرے حق سردار کی قسم میرا دل اس کی طرف مشغول نہ ہوا اور نہ ہی اس کی چھری کی طرف مشغول ہوا بلکہ میرا دل تو میرے مالک کی طرف مشغول تھا اور میں یہ دیکھ رہا تھا کہ میرا مالک میرے بارے کیا فیصلہ فرماتا ہے، تو میں نے کہا: اے میرے مالک اس بارے اپنا فیصلہ فرما، تیرا فیصلہ سر اور آنکھوں پر ہے، بے شک میں تیری ہی ملکیت میں ہوں! جب میں اپنے مالک سے مخاطب تھا اس وقت وہ شخص میرے سینے پر بیٹھا تھا اور اس نے مجھے ذبح کرنے کے لیے میری داڑھی پکڑ رکھی تھی تو اچانک مسلمانوں میں سے کسی کا تیر اسے آلگا اور اس کے حلق سے پار ہو گیا اور وہ مجھ سے نیچے گر گیا، میں اٹھا اور چھری لے کر اس کی طرف بڑھا اور اس کو ذبح کر دیا۔ جب تمہارے دل تمہارے رب کی محبت میں ہوں گے تو پھر اس کے لطف و کرم سے بہت سے عجائب دیکھو گے جو تم نے اپنے ماں اور باپ سے بھی نہ دیکھے ہوں گے۔

عَنْ علی بْن الموفق. قَالَ: سمعت حاتم کر۔ وَهُوَ الأصم۔ یقول: لقینا الترك، وَكَانَ بیننا جولة، فرمانی ترکی بوهق فأقبلنی عَنْ فرسی، وَنزل عَنْ دابته فقعد علی صدری، وَأخذ بلحیتی هذه الوافرة، وَأخرج من خفه سکینا لیذبحنی به، فوحق سیدی ما كَانَ قلبی عنده وَلا عند سکینة، إنما كَانَ قلبی عند سیدی أنظر ماذا ینزل به القضاء منه، فقلت سیدی قضیت

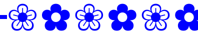
على أن يذبحني هذا فعلى الرأس وَالعين، إنما أنا لك وَملكك، فبينا أنا أخاطب سيدي وَهُوَ قاعد على صدري، آخذ بلحيتي ليذبحني، إذ رماه بعض المسلمين بسهم فما أخطأ حلقه، فسقط عني، فقمت أنا إليه فأخذت السكين من يده فذبحته! فما هو إلا أن تكون قلوبكم عند السيد حتى تروا من عجائب لطفه مالم تروا من الآباء والأمهات[1]

حکایت نمبر:17

نمازِ باجماعت کی اہمیت

حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری نماز کی جماعت جاتی رہی۔ اس کے افسوس کرنے کے لیے میرے پاس صرف ابو اسحاق بخاری ہی تشریف لائے۔ حالانکہ اگر میرا بچہ مر جاتا تو افسوس کے لیے دس ہزار آدمی سے زیادہ آتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک دنیا کی مصیبت کے مقابلہ میں دین کی مصیبت کوئی وقعت اور اہمیت نہیں رکھتی۔

قال حاتم الأصم رحمه الله تعالى: «فاتتني صلاة الجماعة مرة فعزّاني أبو إسحق البخاري وحده، ولو مات لي ولد لعزاني أكثر من عشرة آلاف لأن مصيبة الدين عندهم أهون من مصيبة الدنيا»[2]



1... تاریخ بغداد، 8/239

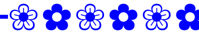
2... المستطرف فی کل فن مستظرف، ص14

حکایت نمبر:18

اہلِ بغداد کا سوال

جب حضرت حاتم بغداد تشریف لائے تو اہل بغداد نے جمع ہو کر عرض کیا کہ اے ابو عبد الرحمن آپ عجمی ہونے کے باوجود کسی کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتے ایسا کس بناء پر ہے؟ تو فرمایا کہ میری تین عادات ایسی ہیں جن کی بناء پر میں مد مقابل پر غلبہ حاصل کرلیتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کون سی عادات ہیں فرمایا کہ جب میرا مقابل درستی پر ہو تو میں خوش ہوتا ہوں اور جب وہ غلطی کرے تو غمگین ہوتا ہوں اور میں اپنے آپ کو تجاہل اختیار کرنے سے محفوظ رکھتا ہوں جب یہ بات امام احمد بن حنبل تک پہنچی تو فرمایا کہ یہ کتنے عقلمند شخص ہیں۔

لما دخل حاتم بغداد اجتمع إليه أهل بغداد فقالوا له: يا أبا عبد الرحمن أنت رجل عجمی، وليس يكلمك أحد إلا قطعته، لأی معنی؟! فقال حاتم: معی ثلاث خصال بها أظهر علی خصمی، قالوا: أی شیء هی؟ قال: أفرح إذا أصاب خصمی، وأحزن له إذا أخطأ، وأحفظ نفسی لا تتجاهل عليه. فبلغ ذلك أحمد بن محمد بن حنبل فقال: سبحان الله ما أعقله من رجل (1)



❶... تاریخ بغداد، 9/149، رقم:4298

حکایت نمبر:19

آپ قلیل الکلام کیوں ہیں؟

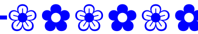
حضرت سعدون رازی فرماتے ہیں کہ میں سیدنا حاتم کے ساتھ تھا آپ بہت کم گفتگو فرمایا کرتے تھے عرض کی گئی کہ آپ قلیل الکلام کیوں ہیں؟ فرمایا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں کسی بات کو بولوں جب تک کہ اس کا جواب اللہ پاک کی بارگاہ کے لیے تیار نہ کرلوں جب اللہ پاک مجھے بروز قیامت فرمائے کہ تم نے یہ بات کیوں کہی تو میں عرض کروں کہ اس مقصد کے لیے۔

حدثنا سعدون الرازی قال: كنت مع حاتم الخراسانی فكان يتكلم، فقل كلامه فقيل له فی ذلك قد كنت تتكلم فتنفع الناس؟ فقال: إني لا أحب أن أتكلم كلمة قبل أن أستعد جوابها لله، فإذا قال الله تعالى لی يوم القيامة لم قلت كذا؟ قلت: يا رب لكذا[1]

حکایت نمبر:20

زہد کا ابتدائی، درمیان اور آخری حصہ

ابوتراب عسکر بن حسین فرماتے ہیں کہ ایک شخص حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن کون سی چیز زہد کا ابتدائی،



❶... تاریخ بغداد، 8/239

درمیانہ اور آخری حصہ ہے فرمایا کہ زہد کی ابتدا اللہ پاک پر اعتماد اس کا درمیان صبر اور آخری اخلاص ہے۔

جاء رجل إلى حاتم الأصم فقال: يا أبا عبد الرحمن أى شىء رأس الزهد، ووسط الزهد، وآخر الزهد؟ فقال: رأس الزهد الثقة بالله، ووسطه الصبر، وآخره الإخلاص(1)

حکایت نمبر:21

شیطان وسوسہ ڈالنے کی طمع نہیں کرتا

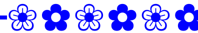
ابو تراب نخشبی فرماتے ہیں کہ میں نے حاتم رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری چار بیویاں اور نو بچے ہیں ان کے رزق کے بارے میں شیطان میرے دل میں کوئی وسوسہ ڈالنے کی طمع نہیں کرتا۔

أبا تراب النخشبى يقول: سمعت حاتما يقول: لى أربع نسوة، وتسعة من الأولاد ما طمع الشيطان أن يوسوس إلى فى شىء من أرزاقهم(2)

حکایت نمبر:22

مال خرچ کرنے سے ختم نہ ہوا

محمد بن مکرم فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے



(1)... تاریخ بغداد، 8/239

(2)... تاریخ بغداد، 8/238

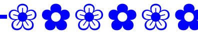
طے کر لیا کہ میں مکہ جا کر اتنا طواف کروں کہ میری سکت ختم ہو جائے اور میں اتنی نمازیں پڑھوں یہاں تک کہ میری طاقت ختم ہو جائے اور جو کچھ بھی میرے پاس ہے سارا صدقہ کر دوں جب میں مکہ حاضر ہوا تو میں نے نماز پڑھی یہاں تک کہ میری طاقت ختم ہو گئی اور میں نے طواف کیا یہاں تک کہ میری طاقت ختم ہو گئی تو ان دو عادتوں پر میں قادر ہو سکا لیکن تیسری پر قادر نہ ہو سکا فرماتے ہیں کہ میں ادھر سے رقم خرچ کرتا تھا اور ادھر سے مزید رقم آ جاتی تھی۔

قال حاتم: جعلت على نفسي إن قدمت مكة أن أطوف حتى أنقطع، وأصلي حتى أنقطع وأتصدق بجميع ما معي، فلما قدمت صليت حتى انقطعت، وطفت حتى انقطعت، فقويت على هاتين الخصلتين ولم أقو على الأخرى، قال: كنت أخرج من هاهنا ويجيء من هاهنا[1]

حکایت نمبر:23

آپ کا قصد کیا ہے؟

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلخ میں برف پڑی تو ہم ایک گھر میں تین دن رکے۔ میرے ساتھ ہمارے دوست تھے تو میں نے ان سے کہا کہ ہر شخص اپنے ارادے کے بارے میں کچھ بتائے تو انہوں نے بتایا لیکن ان



1... تاریخ بغداد، 8/238

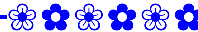
میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اپنے ارادے سے رجوع کرے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمٰن آپ کا قصد کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرا ارادہ یہ ہے کہ کوئی شخص آئے اور اس مٹی میں جو میرا رزق ہے وہ مجھے پہنچائے۔ فرماتے ہیں: تبھی ایک شخص آیا اور اس کے پاس روٹیوں کا ایک ٹوکرا تھا وہ گر گیا تو اس کے کپڑے مٹی سے بھر گئے اس نے کہا اے ابو عبدالرحمن یہ اپنی روٹی لیجیے۔

قال حاتم: وقع الثلج ببلخ فمكثنا في بيت ثلاثة أيام ومعي أصحابنا، فقلت لهم: يخبرني كل رجل منكم بهمته قال: فأخبروني فإذا ليس فيهم أحد لا يريد أن يتوب من تلك الهمة، قال: قالوا لي: ما همتك أنت يا أبا عبد الرحمن قال: قلت: ما همتي الساعة إلا شفقة على إنسان يريد أن يحمل رزقي في هذا الطين. قال: فإذا رجل قد جاء ومعه جراب خبز وقد زلق فامتلأت ثيابه طينا فقال: يا أبا عبد الرحمن خذ هذا الخبز۔ (1)

حکایت نمبر: 24

بیابانوں میں زادِ راہ

ایک شخص نے حضرت حاتم سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ جنگل بیابان بغیر زادِ راہ کے عبور کرتے ہیں! فرمایا: نہیں میں تو زادِ راہ کے ساتھ عبور



1 ... تاریخ بغداد، 8/238

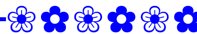
کرتا ہوں میر ازاد راہ ان بیابانوں میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔اس نے کہا:وہ کیا؟ تو فرمایا کہ میں اس ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی ملک سمجھتا ہوں اور ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے محتاج سمجھتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام سبب اور تمام رزق اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو اللہ کی تمام زمین میں نافذ سمجھتا ہوں تو اس شخص نے کہا کہ اے حاتم آپ کا زاد راہ کتنا اچھا ہے اس کے ذریعے تو آپ آخرت کے بیابان بھی عبور کر لیں گے تو دنیا کے بیابان کیا چیز ہیں۔

قال رجل لحاتم الأصم:بلغنی أنك تجوز المفاوز من غیرزاد؟ فقال: بل أجوزها بالزاد، إنما زادی فیها أربعة أشیاء، قال: ما هی؟ قال: أری الدنیا کلها ملکا لله وأری الخلق کلهم عباد الله وعیاله، وأری الأسباب والأرزاق کلها بید الله، وأری قضاء الله نافذا فی کل أرض الله، فقال له الرجل: نعم الزاد زادك یاحاتم، أنت تجوز به مفاوز الآخرة، فکیف مفاوز الدنیا(1)

حکایت نمبر:25

حکمت بھرا جواب

کسی سائل نے حضرت حاتم سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے معاملے کی



(1)... تاریخ بغداد، 8/238

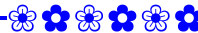
بنیاد کس چیز پر رکھی؟ فرمایا: چار چیزوں پر۔ یہ کہ میں دنیا سے تب تک نہیں جاسکتا جب تک میرا رزق نہ پورا ہو جائے اور یہ کہ میرا رزق کوئی اور نہیں کھا سکتا اور یہ کہ میری موت کے وقت کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ وہ کب آئے گی اور یہ کہ اللہ پاک سے میں ایک لمحہ کے لیے بھی پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔

وقد سألہ سائل علی أی شیء بنیت أمرك؟ فقال: علی أربع خصال: علی أن لا أخرج من الدنیا حتی أستکمل رزقی، وعلی أن رزقی لا یأکلہ غیری، وعلی أن أجلی لا أدری متی ھو، وعلی أن لا أغیب عن اللہ طرفة عین[1]

حکایت نمبر:26

حاتم اصم کی احمد بن حنبل سے ملاقات

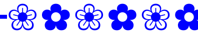
ابو جعفر ہروی فرماتے ہیں: میں حضرت حاتم کے ساتھ تھا آپ نے حج کا ارادہ فرمایا تھا، جب آپ بغداد پہنچے تو فرمانے لگے کہ اے ابو جعفر! میں احمد بن حنبل سے ملنا چاہتا ہوں تو ہم نے ان کے گھر کے بارے میں معلوم کیا اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا جب آپ نکلے تو میں نے عرض کیا کہ اے ابو عبد اللہ! آپ کے بھائی حاتم ہیں تو انہوں نے سلام کیا اور ان کو مرحبا کہا۔ تر و تازہ ہونے کے بعد امام احمد نے ان سے سوال کیا کہ لوگوں کے حقوق سے چھٹکارا کس چیز میں ہے؟ فرمانے لگے: اے احمد تین



1... تاریخ بغداد، 8/237

چیزوں میں۔ امام احمد نے فرمایا: وہ کون سی؟ تو فرمایا کہ تم ان کا مال انہیں دو اور ان کے مال میں سے کوئی چیز نہ لو، تم ان کے حقوق ادا کرو اور اپنے کسی حق کا مطالبہ ان سے نہ کرو، تم ان کی ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرو لیکن کسی پر تمہاری کوئی چیز ناپسندیدہ نہ گزرے۔ راوی کہتے ہیں کہ احمد اس دوران اپنی انگلی سے زمین پر لکیریں کھینچتے رہے پھر سر بلند کیا اور فرمایا کہ اے حاتم! یہ تو بہت سخت ہیں تو حضرت حاتم نے عرض کیا کاش کہ آپ تسلیم کر لیتے کاش کہ آپ تسلیم کر لیتے کاش کہ آپ تسلیم کر لیتے۔

حدثنا أبو جعفر الهروی قال: كنت مع حاتم كر وقد أراد الحج، فلما وصل إلى بغداد قال لی: يا أبا جعفر أحب أن ألقى أحمد بن حنبل، فسألنا عن منزله، ومضينا إليه، فطرقت عليه الباب، فلما خرج قلت: يا أبا عبد الله أخوك حاتم، قال: فسلم عليه ورحب به وقال له۔بعد بشاشته به۔: أخبرنی يا حاتم فيم التخلص من الناس؟ قال: يا أحمد فی ثلاث خصال، قال: وما هی؟ قال: أن تعطيهم مالك ولا تأخذ من مالهم شيئا، قال: وتقضی حقوقهم ولا تستقضی أحدا منهم حقا لك، قال: وتحتمل مكروههم ولا تكره أحدا على شیء، قال: فأطرق أحمد ينكت بأصبعه على الأرض، ثم رفع رأسه ثم قال: يا حاتم إنها لشديدة، فقال له حاتم: وليتك تسلم، وليتك تسلم، وليتك تسلم (1)



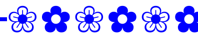
❶... تاریخ بغداد، 8/237

حکایت نمبر:27

جنگ میں شقیق بلخی کی کیفیت

حضرت حاتم بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم حضرت شقیق بلخی کے ساتھ تھے اور ترکوں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے کیفیت یہ تھی کہ سر جدا ہو رہے تھے نیزے اور تلواریں ٹوٹ رہی تھی تو مجھے حضرت شقیق نے فرمایا: اے حاتم آج تم اپنے دل کو ویسا محسوس کرتے ہو جیسا اس رات تھا جب تمہاری بیوی کے ساتھ زفاف کی شب تھی، میں نے عرض کیا: نہیں خدا کی قسم۔ تو فرمانے لگے: لیکن خدا کی قسم! میں آج اپنے آپ کو ویسے ہی جذبات میں محسوس کر رہا ہوں جیسا اس رات تھا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آپ دو صفوں کے درمیان سو گئے اور آپ کی زرہ آپ کے سر کے نیچے تھی یہاں تک کہ میں نے آپ کے ہلکے خراٹے سنے۔

قال کنا مع شقیق فی مصاف نحارب الترك فی یوم لا یری فیه إلا رؤوس تندر ورماح تقصف وسیوف تتقطع فقال لی شقیق کیف تری نفسك یاحاتم فی هذا الیوم تراه مثل ما کنت فی اللیلة التی زفت إلیك امرأتك فقلت لا والله قال لکنی والله أری نفسی فی هذا الیوم مثل ما کنت تلك اللیلة ثم نام بین الصفین ودرقته تحت رأسه حتی سمعت غطیطه[1]



❶... تاریخ دمشق لابن عساکر، 23/144

حکایت نمبر:28

میں قتل پر نہیں رورہا بلکہ۔۔۔۔

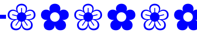
حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں اس دن میں نے اپنے ایک دوست کو روتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا کیا ہوا؟ کہا: میرا بھائی قتل ہو گیا تو میں نے کہا کہ تمہارے رونے سے تمہارا اجر ضائع ہو جائے گا وہ اللہ اور اس کی رضا کے حضور حاضر ہو گیا۔ اس نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ میں اس کے قتل پر نہیں رو رہا لیکن میں اس افسوس سے رو رہا ہوں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ جب اس کو تلوار لگی تو اس کے قلبی جذبات اور صبر کی کیفیت کیسی تھی۔

قال حاتم و رأيت رجلا من أصحابنا فى ذلك اليوم يبكى فقلت ما لك قال قتل أخى قال قلت يحبط أجرك صار إلى الله وإلى رضوانه قال فقال لى اسكت ما أبكى على ولا على قتله ولكنى أبكى أسفا أن لا أكون دريت كيف كان صبره وقلبه عند وقوع السيف به (1)

حکایت نمبر:29

حاتم اصم کی مدینۂ پاک میں حاضری

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو آپ علماء



(1) ۔۔۔ تاریخ دمشق لابن عساکر 23/145

کی بارگاہ میں تشریف لے گئے اور ان سے سوال کیا کہ اے علماء کی قوم یہ کون سا شہر ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مدینہ۔ فرمایا کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا محل کہاں ہے کہ میں اس میں دو رکعتیں پڑھوں انہوں نے کہا کہ آپ کا کوئی محل نہیں تھا آپ کا ایک کچا حجرہ تھا فرمایا: ان کے اہل و عیال ازواج مطہرات اور اصحاب جو ان کے بعد تھے ان کے محلات کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ان کے گھر بھی کچے تھے۔ حضرت حاتم نے فرمایا کہ علماء کی قوم یہ فرعون کا شہر ہے تو انہوں نے پکڑ کر آپ کو حاکم کی بارگاہ میں پیش کیا اور کہا کہ یہ عجمی کہتا ہے یہ فرعون کا شہر ہے حضرت حاتم نے فرمایا کہ اے امیر مجھ پر جلدی نہ کرنا میں اجنبی ہوں میں اس شہر میں آیا تو میں نے پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مدینہ۔ تو پھر میں نے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا محل پوچھا کہ میں اس میں دو رکعتیں ادا کروں تو انہوں نے کہا کہ آپ کا کوئی محل نہیں تھا آپ کا حجرہ کچا تھا میں نے عرض کیا کہ آپ کے اہل و عیال ازواج مطہرات اور اصحاب کے محلات تو انہوں نے کہا کہ ان کے گھر بھی کچے تھے۔ میں نے اللہ پاک کا فرمان سنا ہے کہ تمہارے لیے تمہارے رسول کی زندگی میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور اس آخرت کے دن کی امید رکھے تو پھر تم لوگوں نے کس کی پیروی کرتے ہوئے یہ گھر بنائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہٖ وسلم کی تقلید کرتے ہوئے یا اس فرعون کی کہ جس نے سب سے پہلے چونے اور اینٹوں سے گھر بنایا جب یہ بات سنی تو انہوں نے جان لیا کہ یہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور پھر انہوں نے فیض حاصل کرنے کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی۔

ثمّ سار إلی المدینة فاستقبله أهل المدینة، فقال:

یا قوم أیّ مدینةٍ هذه؟ قالوا:

مدینة رسول الله صلّی الله علیه وسلّم،

قال: فأین قصر رسول الله صلّی الله علیه وسلّم فأصلّی فیه رکعتین،

قالوا: ما کان له قصرٌ، إنّما کان له بیتٌ لاطِئٍ،

قال: فأین قصور أصحابه بعدهُ،

قالوا: ما کان لهم قصورٌ، إنّما کان لهم بیوتٌ لاطئةٌ قال حاتمٌ: یا قوم فهذه مدینة فرعون وجنوده، فذهبوا به إلی السّلطان فقالوا:

هذا العجمیّ یقول: هذه مدینة فرعون وجنوده، قال الوالی: ولم ذاك؟

قال حاتمٌ: لا تعجل علیّ أنا رجلٌ عجمیٌّ غریبٌ دخلت المدینة، فقلت: مدینة من هذه،

قالوا: مدینة رسول الله صلّی الله علیه وسلّم، وقلت: فأین قصر

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فأصلّی فیہ رکعتین

قالوا: ما کان لہ قصرٌ إنّما کان لہ بیتٌ لاطئٌ،

قلت: فلأصحابہ بعدہ، قالوا: ما کان لھم قصورٌ إنّما کان لھم بیوتٌ

لاطئةٌ وقال اللہ تعالی {لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ}[1]

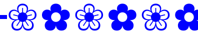
فأنتم بمن تأسّیتم برسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وأصحابہ أم

بفرعون أوّل من بنی بالجصّ والآجر، فخلّوا عنہ وعرفوہ فکان حاتم[2]

حکایت نمبر:30

مدینہ میں علم کی مجلس لگاتے

اس کے بعد جب بھی آپ مدینہ منورہ تشریف لاتے تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس مجلس ہوتی آپ حدیثیں بیان کرتے اور نیکی کی دعوت دیتے علمائے مدینہ آپ کے اجتماع کی دعوت یوں دیا کرتے کہ آؤ ہم ان کی بارگاہ میں جاکر غور و فکر کریں اور (اپنے اعمال پر یوں) شرمندہ ہوں جیسا کہ انہوں نے ہمیں والی کے پاس شرمندہ کیا تو وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ کے پاس کثیر مخلوق جمع ہو جاتی ایک شخص نے آپ سے



❶...الاحزاب:21

❷...حلیۃ الاولیاء، 8/80

سوال کیا کہ ابو عبدالرحمٰن میرا ایک مسئلہ ہے فرمایا پوچھو عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتا ہے اے اللہ مجھے رزق دے تو حضرت حاتم نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے یہ رزق وقت پر طلب کرے گا وقت سے پہلے یا وقت کے بعد ان علماء نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمن ہم آپ کی یہ بات نہیں سمجھے حضرت حاتم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایک مثال بیان کرتا ہوں تا کہ تم سمجھو کہ جو بندہ اللہ پاک کی بارگاہ سے رزق طلب کرے وقت سے پہلے تو وہ ایسے شخص کی طرح ہے جیسے کسی شخص کا کسی دوسرے پر قرض ہو اور وہ اس سے مطالبہ کرے اور اس کے پاس جا کر بیٹھ جائے تو پڑوسی جمع ہو کر اس شخص کو کہیں کہ یہ مفلس آدمی اس کا حق ادا کرنے کے لیے تو مدت مقرر کردو تا کہ یہ کوئی حیلہ کرے اور تمہیں ادائیگی کر سکے تو وہ شخص ان سے کہے کہ کتنی مدت میں مقرر کروں تو وہ کہیں گے کہ ایک مہینہ تو وہ چھوڑ کر چلا جائے جب 10 دن گزرے تو پھر آکر وہ تقاضا کرے تو پڑوسی اسے کہیں گے کہ سبحان اللہ تم نے ہمارے سامنے ایک مہینے کی مدت مقرر کی تھی لیکن 10 دن بعد تم تقاضا کرنے آگئے تو پھر وہ انہیں چھوڑ دے اور واپس چلا جائے جب ایک مہینہ گزرے آئے وہ تقاضا کرے تو پڑوسی کہیں کہ آج تمہارا دن ہے تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو اپنے رب سے رزق طلب کرتا ہے پھر فرمایا تمہارے پاس سامان ہے تمہاری تھیلیوں میں درہم ہے

تمہارے گھروں میں کھانا ہے اور تم کہتے ہو اے اللہ ہمیں رزق دے اس نے تو تمہیں رزق دے دیا کھاؤ پیو اور اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلاؤ یہاں تک کہ جب ختم ہو جائے تو پھر اس کے بعد کھڑے ہو اور اپنے رب سے سوال کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی ایک کل مر جائے گا اور اس کے پاس جو چیز بچے گی وہ اپنے دشمنوں کے لیے چھوڑ جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ کر دے یہ کیسی غفلت ہے اور علماء نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت طلب کرتے ہیں اے ابو عبد الرحمٰن ہم نے اس مسئلے سے آپ کے ملفوظات کا ارادہ کیا تھا پھر وہ پلٹ گئے۔

كلما دخل المدينة يجلس عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم يحدث ويدعو، فاجتمع علماء المدينة، فقالوا:

تعالوا حتى نخجله في مجلسه فجاؤوه ، ومجلسه غاص بأهله ، فقالوا: يا أبا عبد الرحمن ، مسألة نسألك قال: سلوا ، قالوا: ما تقول في رجل يقول: اللهم ارزقني،

قال حاتم: متى طلب هذا الرزق في الوقت أم قبل الرزق ، قالوا ليس يفهم هذا يا أبا عبد الرحمن ،قال: إن كان هذا العبد طلب الرزق من ربه في وقت الحاجة فنعم وإلا فأنتم عندكم حرث ودراهم في أكياسكم , وطعام في منازلكم ، وأنتم تقولون:

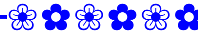
اللهم ارزقنا قد رزقكم الله فكلوا وأطعموا إخوانكم حتى قالها ثلاثا فسلوا الله حتى يعطيكم ، أنت عسى تموت غدا وتخلف هذا على الأعداء ، وأنت تسأله أن يرزقك زيادة، فقال علماء أهل المدينة: نستغفر الله يا أبا عبد الرحمن إنما أردنا بالمسألة تعنتا[1]

حکایت نمبر:31

بہترین ہم سفر

ایک شخص نے حضرتِ سیِّدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا ہم سفر بتایئے جس کی صحبت کی برکتیں لُوٹتے ہوئے میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو سکوں کیونکہ میں نے سفرِ حج کا ارادہ کر رکھا ہے۔

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے بھائی! اگر تم ہم نشین چاہتے ہو تو قرآن پاک کی تلاوت کو اپنا ہم نشین بنالو اور اگر ساتھی چاہتے ہو تو ملائکہ کو اپنا ساتھی بنالو اور اگر دوست چاہتے ہو تو اللہ پاک اپنے دوستوں کے دلوں کا مالک ہے اور اگر سفر کے لئے توشہ چاہتے ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر یقین سب سے بہترین توشہ ہے اور کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے تصور کرتے ہوئے خوشی سے اس کا طواف کرو۔



1 ...حلیۃ الاولیاء، 8/80

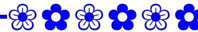
قال رجل لحاتم الأصم رضی اللہ عنہ: أوصنی بشیء أتصل بہ إلی باب اللہ سبحانہ وتعالی، فقد عزمت علی سفر الحج. فقال: یا أخی، إن أردت أنیسا، فاجعل القرآن أنیسك، وإن أردت رفیقا، فاجعل الملائكة رفقاءك، وإن أردت حبیبا، فاللہ سبحانہ یتولی قلوب أحبابہ، وإن أردت الزاد، فالیقین باللہ سبحانہ وتعالی نعم الزاد، واجعل البیت قبلة وجهك، وطف بسرك حوله.[1]

حکایت نمبر:32

ساری رات کی عبادت اور غیبت

ایک بار حضرتِ سیِّدُنا حاتم اَصم رحمۃُ اللہ علیہ کی نمازِ تَہَجُّد فوت ہو گئی تو زوجہ محترمہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس پر عار (یعنی غیرت) دلائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: گزَشتہ شب کچھ افراد ساری رات نوافِل میں مصروف رہے ہیں اور صبح انہوں نے میری غیبت کی ہے تو ان کی اس رات کی عبادت بروزِ قیامت میرے میزانِ عمل (یعنی اعمال تُلنے کی ترازو) میں رکھ دی جائے گی!

وذكر أنّہ فات حاتما الأصم لیلة القیام، فعیّرتہ زوجتہ، فقال: إنّ أقواما صلّوا باللّیل البارحة، فلمّا أصبحوا نالوا منّی، فتكون صلاتهم یوم



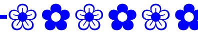
1 ...بحر الدموع، ص88

القیامۃ فی میزانی۔(1)

حکایت نمبر:33

دنیا سے کنارہ کشی

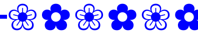
حضرت سیدنا ریاشی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: خلیفہ ہارون رشید سے کہا گیا کہ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے علیحدہ ہو کر 30 سال سے ایک قبہ (گنبد نما چھوٹے سے گھر) میں زندگی گزار رہے ہیں، کسی بھی دنیاوی معاملے میں لوگوں کی حاجت محسوس نہیں کرتے اور جس سوال کا جواب دینا ضروری ہو اس کا جواب دیتے ہیں اس کے علاوہ لوگوں سے کلام بھی نہیں کرتے، شاید مسلسل تنہائی کی وجہ سے ان کی عقل میں فتور آگیا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بہت عقل مند ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید نے کہا: میں ان کا امتحان لوں گا۔ چنانچہ خلیفہ نے چار افراد "حضرت سیدنا محمد بن حسن، حضرت سیدنا امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن بحر (جاحظ معتزلی) اور چوتھے شاید حضرت سیدنا امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ "کو نمائندہ بنا کر ان کے پاس بھیجا۔ یہ حضرات قبہ کے نیچے آکر کھڑے ہو گئے، ایک نے آواز دی: "اے حاتم! اے حاتم! لیکن کوئی جواب نہ ملا، پھر کسی نے کہا: آپ کو آپ کے معبود کی قسم! جواب دیجئے۔ یہ سن کر حضرت سیدنا حاتم اصم نے گنبد سے سر نکال کر فرمایا: اے اہل حیرہ! یہ



1... منھاج العابدین، ص171

تو ایسی قسم ہے جو مومن کافر کو اور کافر مومن کو دیتا ہے، تم نے خود کو الگ کر کے صرف میرا معبود ہی کیوں کہا؟ لیکن حق یہی ہے جو تمہاری زبانوں پر جاری ہوا کیونکہ تم ہارون رشید کی پوجا، تعظیم وغلامی میں مشغول ہو کر اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبر داری سے غافل ہو گئے ہو۔ ان میں سے ایک نے کہا: آپ کو کیسے پتا چلا کہ ہم ہارون رشید کے خدام ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری طرح کا شخص ہی دنیا سے راضی ہوتا ہے، وہ اپنے مفاد کے لیے اس کی تلاش میں بھی لگا رہتا ہے جو اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔ ہارون رشید اور اس جیسے لوگوں کا مجھ پر کوئی قابو نہیں۔ عمرو بن بحر جاحظ معتزلی نے کہا: آپ نے لوگوں سے علیحدگی کیوں اختیار کی ہوئی ہے حالانکہ لوگوں میں ایسے اشخاص موجود ہیں جنہوں نے علم حاصل کیا اور وہ افراد بھی ہیں جو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے پر قادر ہیں؟ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا لیکن بات یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان ظالم حکمران موجود ہیں جو ہمیں ہمارے دین سے بھٹکاتے ہیں لہذا ان سے علیحدگی ہی مناسب ہے۔ جاحظ نے کہا: آپ نے خود کو گوشہ نشینی کے لئے کس طرح تیار کیا اور اس پر کس طرح کاربند ہوئے؟ فرمایا: میں نے جان لیا کہ تھوڑا رزق میرے لئے کافی ہے لہذا میں نے اس کی طلب میں سرگرمی کم کر دی اور یہ کہ میرے ذمہ لازم فرض میرے ادا کئے بغیر مقبول نہ ہو گا لہذا میں اس کی ادائیگی میں مشغول ہو گیا، مجھے معلوم ہے کہ میری موت مجھ تک پہنچ کر رہے

گی لہذا میں اس کا منتظر ہوں، جانتا ہوں کہ میں اپنے خالق کی نگاہ قدرت سے چھپ نہیں سکتا لہٰذا مجھے اس سے حیا آتی ہے کہ وہ مجھے ایسے کاموں میں مشغول دیکھے جو مجھ پر لازم و ضروری نہیں ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبے کا دروازہ بند کر لیا اور قسم کھائی کہ اب ان سے مزید کلام نہیں کریں گے۔ پھر یہ حضرات خلیفہ ہارون رشید کی طرف لوٹ گئے اور فیصلہ دیا کہ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے زیادہ عقل مند ہیں۔[1]



1 ... اللہ والوں کی باتیں جلد 08 صفحہ 106

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات وواقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات

3 205 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت

4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات وواقعات

5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات

6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں

عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 بیٹی کی ولادت پہ یہ اداسی کیوں؟ 2 جہیز کا مطالبہ آخر کیوں؟

3 توسل پہ عمدہ دلائل 4 توثیقِ آئمہ اربعہ 5 شانِ ولی

6 عاشقانِ رسول کی قبریں 7 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت

8 درودِ پاک کے فضائل وبرکات

9 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت

10 احیاء العلوم سے ماخوذ 500 حکایات وواقعات کا مجموعہ

11 مکاشفۃ القلوب سے ماخوذ 50 حکایات وواقعات

12 کیمیائے سعادت سے ماخوذ 50 حکایات وواقعات

13 حلیۃ الاولیاء سے ماخوذ 50 حکایات وواقعات

14 تخریج احادیثِ فیضانِ سنت 15 مجھے رونے دو

16 جادو کی مذمت وکالے جادو ونظرِ بد کے 20 علاج

/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786

+923169168614 /IAMKAMRANMADANI